47

انسانی ترقی کی وُسعت

(فرمودہ ۱۶ فروری ۱۹۱۷ء)

حضور نے تشہّد و تعوّذ کے بعد سورہ فاتحہ پڑھ کر فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی ترقی کے لئے اس قسم کے سامان مہیّا ہیں کہ وہ جتنا بھی بلند ہونا چاہے اُتنا ہی ہوسکتا ہے۔ اور جتنا بھی بڑھنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ اس وقت تک کوئی انسان دنیا میں ایسا نہیں گذرا کہ جس کا حوصلہ اس قدر وسیع ہو۔ اور جس کے دل میں اتنی وسعت ہو کہ دنیا میں اس کے کرنے کا کوئی کام باقی نہ رہا ہو یا اس کے لئے ترقی کا سلسلہ بند ہوگیا ہو اور اُسے یہ کہنا پڑا ہو کہ مَیں تو کام کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن افسوس سب کام ختم ہو گئے۔ اور میرے کرنے کا کوئی کام باقی نہیں رہا۔ کوئی انسان اس قسم کا نہیں ہؤا بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ بڑے سے بڑا حوصلہ رکھنے والا اور بڑی سے بڑی ہمت دکھانے والا اور بہت زیادہ محنت اور کوشش کرنے والا بھی جب کوئی انسان فوت ہؤا ہے تو یہی کہتا ہؤا فوت ہؤا ہے کہ میرے سامنے ترقی کرنے اور بڑھنے کا بہت وسیع میدان موجود تھا۔ لیکن افسوس کہ میں نے کچھ ترقی نہ کی۔ اور جو ارادے میرے دل میں تھے۔ ان کو پُورا نہ کرسکا۔ اس کے برخلاف کوئی انسان ایسا نظر نہیں آتا۔ جو یہ کہے کہ میرے سب کام ختم ہو گئے ہیں اب مَیں کروں تو کیا کروں۔ اور باقی زندگی کو کس طرح خرچ کروں۔ تمام علوم کو تو جانے دو۔ کوئی شعبۂ علم بھی ایسا نہیں۔ جس کے متعلق کوئی کہہ سکے کہ میں نے اس کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔ مثلاً جغرافیہ کو ہی لے لو۔ کیسا محدود علم ہے مگر اس کے متعلق بھی کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مَیں نے اس کے تمام منازل طے کر لئے ہیں۔ اسی طرح اور دنیاوی علوم کو لو۔ اور ان کی کسی شاخ کے کام کرنے والے کو دیکھو۔ مثلاً تاجر۔ صناع۔ علمی تحقیقات کرنے والا۔ سیاست دان۔ منتظم۔ غرضیکہ کسی رنگ میں کام کرنے والا ہو۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میری وسعت اور حوصلہ تو بہت بڑا ہے۔ لیکن کام کرنے کی جگہ نہیں رہی۔ اور آگے بڑھنے کا میدان ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ جس قدر کوئی زیادہ کام کرنے والا ہوتا ہے۔ اسی قدر زیادہ یہ کہتا ہے کہ میرے آگے کام کرنے کا میدان تو بہت وسیع اور فراخ پڑا ہے لیکن مَیں کام کر نہیں سکا۔ کیوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے ترقی کرنے کا میدان بہت وسیع بنایا ہے۔ اور بڑھنے کے لئے نہایت فراخ میدان رکھ دیا ہے اور ترقیوں کی کمی

نہیں۔ہاں اگر کمی ہوتی ہے تو انسان کی اپنی طرف سے۔خدا تعالیٰ کی طرف سے میدان بہت وسیع ہے۔اور انسان جتنا بھی بڑھنے کی کوشش کرے۔اُتنا ہی بڑھ سکتا ہے۔اس کے لئے کوئی حد نہیں کہ وہاں جا کر ترقی رک جاتی ہے۔اور آگے نہ بڑھنے کے لئے دروازہ بند ہو جاتا ہے لیکن اگر انسان کے ترقی کرنے اور بڑھنے میں روک ہوتی ہے تو یہی کہ انسان کسی اپنے گناہ اور قصور کی وجہ سے ترقیوں سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے۔دُنیا میں ایسے انسان موجود ہیں جو ترقی کرنا تو درکنار نیچے ہی نیچے گرنے لگ جاتے ہیں۔بڑا علم سیکھا ہوتا ہے مگر ان کا حافظہ ایسا کمزور ہو جاتا ہے اور حواس ایسے بے کار ہو جاتے ہیں کہ انہیں اپنا نام تک یاد نہیں رہتا۔مَیں نے ایسے واقعات سُنے ہیں کہ بعض انسانوں کا حافظہ اس قدر کمزور ہو گیا کہ وہ نوٹ بک میں اپنا نام لکھ رکھتے ہیں۔اور جب کوئی ان سے ان کا نام پوچھتا ہے۔تو نوٹ بک کو دیکھ کر بتاتے ہیں۔بعض اتنے بوڑھے ہو جاتے ہیں کہ پاگل ہو جاتے ہیں مگر یہ سب کچھ ان کے اپنے گناہوں کی شامت کی وجہ سے ہوتا ہے۔اور ان کا اپنا قصور ہوتا ہے۔پھر بعض انسان بڑے بڑھتے ہیں۔لیکن ایک وقت جا کر ایسے رکتے ہیں کہ ایک قدم نہیں اٹھا سکتے۔اس کی یہ وجہ نہیں۔کہ ان کے بڑھنے کا میدان ختم ہو جاتا ہے بلکہ یہ کہ ان کی اپنی کمزوریاں اور گناہ ان کے پاؤں میں زنجیریں ڈال دیتے ہیں۔وہ دیکھتے ہیں کہ آگے بڑھنے کے لئے میدان خالی پڑا ہے۔لیکن آگے قدم نہیں رکھ سکتے۔تو ہر ایک ترقی خواہ وہ کسی فرد کی ہو یا جماعت کی ہو۔کہیں نہ کہیں جا کر رکتی ہے۔مگر اس لئے نہیں کہ ترقی کرنے کے سامان اور ذرائع ختم ہو گئے بلکہ اس لئے کہ ترقی کرنے والے نے آپ اپنے پاؤں میں زنجیریں ڈال لیں۔پس اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے۔کہ جب کوئی ترقی کرنے سے رکتا ہے تو اسی وجہ سے رکتا ہے کہ اپنے پاؤں کو آپ باندھ لیتا ہے اور اُس کے پاؤں آگے نہیں پڑتے بلکہ پیچھے پڑتے ہیں۔

اِسی بات کی طرف خدا تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔

کہ خدا تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کی کوئی حد بندی نہیں ہے۔کیوں؟ اس لئے کہ کوئی بھی حمد جو ممکن ہے وہ خدا تعالیٰ میں پائی جاتی ہے۔پس جب تمام حمد اللہ کے لئے ہوئی تو اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ کے انعامات کی کوئی حد بندی نہیں ہے لیکن اگر خدا تعالیٰ کے انعامات کی وسعت کو محدود کر دیا جائے۔اور یہ سمجھ لیا جائے کہ ایک خاص حد تک اس کے انعامات مل سکتے ہیں اور آگے نہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ بعض حمدوں سے خالی ہو جائے گا۔مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے رب العالمین کہ ہم تمام جہانوں کے ربّ ہیں۔اگر کوئی بڑا عالم ہے تو اس کے بھی ہم ربّ ہیں۔اور اگر کوئی معمولی عقل کا انسان ہے تو اس کے بھی۔اگر کوئی روحانی ترقی میں بہت بڑھ گیا ہے تو اس کے بھی ہم رب ہیں۔اور

اگر کوئی ابتدائی حالت میں ہے تو اس کے بھی۔ یہ نہیں کہ کوئی انسان کسی بڑے سے بڑے درجہ پر پہنچ کر کہہ دے کہ اب خدا تعالیٰ میرا ربّ نہیں رہا۔ یعنی میں آگے بڑھنا چاہتا ہوں۔ لیکن وہ بڑھا نہیں سکتا۔ بلکہ انسان کسی طبقہ اور کسی مقام پر چلا جائے۔ اور کسی درجہ میں شامل ہو۔ خُدا اس کا ربّ ہی رہتا ہے اور کبھی خدا تعالیٰ یہ نہیں کہتا کہ اب فلاں انسان میری حد سے نکل گیا ہے۔ کیونکہ انسان کسی حالت میں بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے ماتحت ہی رہے گا۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الرحمٰن الرحیم مالك یوم الدین۔ خدا کی ربوبیّت کوئی معمولی درجہ کی نہیں ہوگی بلکہ انسان ہر قدم جو ترقی کیلئے بڑھائے گا۔ اس پر اسے نئے سرے سے رحمانیت کے فیوض حاصل ہوں گے اور پھر رحیمیت کے ماتحت انعام حاصل کرے گا یعنی ہر ترقی کرنے پر اور آگے بڑھنے کے لئے اسے نیا مصالح دیا جائے گا کہ لو اب اس کے ذریعہ آگے بڑھو۔

ابتداء میں ترقی کرنے کے لئے جو اسباب دئے جاتے ہیں وہ محض خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کا نتیجہ ہوتے ہیں وہ انسان کی کسی کوشش اور محنت کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ چنانچہ قریباً تمام موجد اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہماری ایجادیں آنی خیالات کی بناء پر ہوئی ہیں۔ ہماری کوشش اور محنت کا ان میں دخل نہیں ہے۔ مثلاً تار برقی کا موجد ہے وہ کہتا ہے کہ اس کے متعلق میرے دل میں خُدا نے یونہی ایک خیال ڈال دیا۔ اور خیال کو لے کر جب مَیں نے کوشش کی تو یہ نتیجہ نِکلا۔ اسی طرح ایڈیسن ایک بہت بڑا موجد ہے۔ اور کئی ہزار ایجاد اس نے کی ہے۔ مَیں نے اسکا قول پڑھا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ مَیں نے کوئی ایک ایجاد بھی ایسی نہیں کی۔ جو سوچ سوچ کر نکالی ہو۔ بلکہ یونہی ایک تحریک ہوئی اور جب مَیں نے اس پر غور کیا۔ تو ایک نئی چیز نکل آئی۔ اسی طرح نیوٹن گذرا ہے۔ اس نے کشش ثقل کا نتیجہ اخذ کیا ہے۔ اس کو بھی اتفاقیہ ہی اس طرف توجہ پیدا ہوگئی اور پھر اس نے اسے علمی رنگ دے لیا تو تمام ترقیوں کی ابتداء اسی طرح ہوتی ہے کہ پہلے خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے ماتحت کچھ اسباب بغیر انسانی محنت اور کوشش کے پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر رحیمیّت کے ماتحت ان میں دن بدن ترقی ہوتی رہتی ہے۔ یہ نہیں کہ انسان کسی بات کا خیال پہلے قائم کرلے اور پھر اس کی ایجاد میں کوشش کرے۔ مثلاً تار برقی ہے۔ اس کے متعلق یہ نہیں ہوا کہ اس کے موجد کو پہلے یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ خبریں پہنچانے میں دیر لگتی اور تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے کوئی آسان طریق نکالنا چاہیئے۔ بلکہ یونہی اتفاقیہ طور پر اس کو تحریک ہوئی۔ اور اس نے کوشش شروع کردی۔ اور بہت کم ایسی ایجادیں ہوتی ہیں جن کے ایجاد ہونے سے پہلے ان کا ارادہ کرلیا جاتا۔ اور پھر اس میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ لیکن کثرت کے ساتھ وہی ایجادیں ہیں۔ جن کی ابتداء اتفاقیہ طور پر ہوئی۔ اور ان کی ایسی کثرت ہے کہ یہ بات کلیہ کہلانے کی مستحق

ہوگئی کہ ہر ایجاد کی ابتداء رحمانیت کے ماتحت ہوتی ہے۔ ہاں ایجاد ہونے کے بعد اس میں اپنی کوشش اور محنت سے ترقی دی جاتی۔ اور اسے اعلیٰ درجہ پر پہنچایا جاتا ہے۔ مثلاً ہوائی جہاز ایجاد ہوئے ہیں۔ فرض کرلو۔ جس وقت ایجاد ہوئے اس وقت سو میل فی گھنٹہ رفتار پیدا ہو سکی لیکن بعد میں اس کو ترقی دیتے دیتے ایک سو بیس میل یا اس سے بھی زیادہ رفتار کے جہاز تیار کر لئے جائیں تو ایجاد ہونے کے بعد ترقی دینے اور تجربہ کرنے میں موجد لگتے ہیں پہلے انہیں خود بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ہم کامیاب ہوں گے یا نہیں؟

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا تعالیٰ نے انسانی ترقی کے لئے جو سامان پیدا کئے ہیں وہ بہت وسیع ہیں۔ اور جب ان کو کام میں لایا جاتا ہے تو انسان بڑی ترقی اور عروج حاصل کر لیتا ہے اور رحمانیت کے بعد رحیمیّت اور رحیمیّت کے بعد پھر رحمانیّت کے ماتحت وہ ترقی پر ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ یعنی جب ایک صفت کے ماتحت کام کرتا ہے تو دوسری سے اسے مستفیض کیا جاتا ہے۔ اور جب دوسری کو کام میں لاتا ہے تو پھر پہلی سے اسے فائدہ پہنچایا جاتا ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک نجار کو میز بنانے کے لئے لکڑی دی جائے۔ جب وہ بنالے تو اور دے دی جائے اور اسی طرح جب وہ فارغ ہو۔ اُسے اور لکڑی دے دی جایا کرے۔ خدا تعالیٰ انسانوں کے ساتھ یہی معاملہ کرتا ہے کہ جب وہ ایک ترقی کر چکتے ہیں تو ان کے سامنے آگے بڑھنے کے لئے اور سامان رکھ دیتا ہے۔ اور پھر فرماتا ہے۔ ہماری ربوبیّت اسی دنیا میں ختم نہیں ہو جاتی یعنی یہ نہیں کہ جب انسان مر گیا تو اس کی ترقی بھی بند ہوگئی۔ بلکہ خُدا مالك یوم الدین ہے اس لئے دنیا میں جو کام تم کرتے ہو یہ ایک بیج کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اور ان سے پھل نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہی دو [2] عالم ہیں۔ جب ان میں ترقی ختم نہیں ہوتی۔ اور تیسرا کوئی عالم ہی نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ انسانی ترقی کبھی ختم نہیں ہوتی۔

سورۂ فاتحہ میں اسی وسعت کی طرف خُدا تعالیٰ نے انسان کو متوجہ کیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی بتادیا ہے کہ باوجود اس وسعت اور فراخی کے انسان کی اپنی غلطی اور کوتاہی سے اس کی ترقی رک بھی جاتی ہے۔ چنانچہ **غیر المغضوب علیھم ولا الضالین** میں بتایا کہ وہ لوگ جو ترقی نہیں کرتے بلکہ تنزل کرتے ہیں یا جو کام چھوڑ کر بیٹھ رہتے ہیں ان کے متعلق یہ نہ سمجھنا کہ انہوں نے ترقی کی تمام منازل طے کر لی ہیں۔ اور اب آگے بڑھنے کے لئے ان کے پاس کوئی سامان نہیں ہے کیونکہ ہمارے انعامات کبھی ختم نہیں ہوتے۔ ہاں اگر انسان خود تھک کر بیٹھ رہے۔ اور کوشش کرنا چھوڑ دے۔ اور اپنی بدافعالیوں سے ہمیں ناراض کر لے۔ تو پھر مغضوب علیھم میں شامل ہو جاتا ہے اس کے لئے تمہیں یہ کرنا چاہیئے کہ ہم سے یہ التجا کرو کہ اے ہمارے خُدا ہمیں مغضوب لوگوں میں

شامل نہ کیجئے۔اور نہ ایسا ہو کہ ترقی کرتے کرتے ہماری کمزوریوں کی وجہ سے نیچے گرا دیا جائے۔پھر ایسا نہ ہو کہ ہم خود ہی صراط مستقیم چھوڑ کر دائیں یا بائیں نکل جائیں۔اور منزل پر پہنچنے سے محروم رہیں۔

تو انسان کی ترقی کبھی ختم نہیں ہوسکتی۔اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ کبھی ان کا حوصلہ پست نہ ہو۔بلکہ اتنا وسیع ہو کہ کوئی مشکل سے مشکل کام بھی گھبراہٹ نہ پیدا کرسکے اور کوئی مومن یہ خیال بھی نہ کرے کہ مجھ سے فلاں کام نہیں ہوسکتا۔ہر ایک مومن تو پانچ وقت خدا تعالیٰ کے حضور کئی بار اقرار کرتا ہے کہ اے خدا تیرے انعام و اکرام کی کوئی حد بندی نہیں ہے بلکہ بہت وسیع ہیں۔اور جب تک ہماری اپنی کمزوری درمیان میں حائل نہ ہو۔تیرے انعام نہیں رُک سکتے۔اس لئے ہم اپنی کمزوریوں اور بداعمالیوں کے بد نتائج سے بچنے کی دُعا مانگتے ہیں۔تو اس طرح یہ حد بندی بھی نہ رہی۔کیونکہ انسانی کمزوریوں سے بچنے اور ان کے نتائج سے محفوظ رہنے کے متعلق خُدا نے خود بتا دیا کہ اگر تم اس کے متعلق مجھ سے دُعا مانگو گے تو یہ زنجیر بھی ٹوٹ جائے گی۔

تو انسانی ترقی کے لئے میدان بہت وسیع پڑا ہے مگر افسوس کہ بہت سے انسان ایسے ہیں جو اپنی کم ہمتی سے یہ سمجھ کر کہ اب کوئی ترقی نہیں ہوسکتی۔بیٹھ جاتے ہیں یا اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی نافرمانیوں اور سرکشیوں سے ایسا بنا لیتے ہیں کہ ان کے کاموں اور ارادوں میں کامیابی نہیں رہتی۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اس بات کی توفیق دے کہ اللہ تعالیٰ کے نہ ختم ہونے والے اور وسیع انعامات سے فائدہ اٹھائیں۔اور کسی ایک مقام پر ہمارے قدم نہ ٹھہریں بلکہ ہم ترقی کے میدان میں آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔آمین ثم آمین۔

(الفضل ۲۴ رفروری ۱۹۱۷ء)